قسطوں والے کاروبار کی زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میں قسطوں پر سامان دیتا ہوں، میں اپنے مال کا کس طرح حساب لگا کر زکوۃ ادا کروں؟ میری رہنمائی فرمائیے۔

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے جس تاریخ میں جس وقت آپ نصاب کی بقدر مال زکوۃ کے مالک بنے اس وقت سے آپ کا زکوۃ کا سال شروع ہوگیا، اب اگلے سال جب وہی اسلامی تاریخ اور وہی وقت دوبارہ آئے گا تو اس وقت میں آپ اپنے پاس موجود مال زکوۃ اور جو لوگوں پر ادھار ہے، اس سب کو جمع کرلیں، اور موجود مال زکوۃ کی قیمت وہ لگائیں جو اس وقت اس کی مارکیٹ ویلیو ہے، اور پھر آپ پر جو لوگوں کا قرض ہے، اس کو اس جمع شدہ میں سے مائنس کرلیں، تو جو مال باقی بچے اگر تو وہ اب نصاب سے کم ہے تو زکوۃ لازم نہیں۔ اور اگر وہ اب بھی نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اس کی زکوۃ آپ پر لازم ہے، اور اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا مال آپ کے پاس ہے اس کی زکوۃ تو سال پورا ہونے پر فورا ادا کرنا لازم ہے اور جو لوگوں سے لینا ہے، اس کی زکوۃ چاہیں تو سال پورا ہونے پر ہی ادا کردیں کہ بار بار کے حساب سے نجات ملے، اور چاہیں تو جب کم از کم نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو، اس وقت اتنے حصے کی جو زکوۃ بنے وہ ادا کردیں، اور یونہی کرتے رہیں، یہاں تک کہ سارے ادھار کی زکوۃ ادا ہوجائے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "تعتبر القیمۃ عند حولان الحول" ترجمہ: سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی، اس کا اعتبار ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 179، دار الفکر، بیروت)

ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے "اعلم ان الدیون عند الامام ثلاثۃ: قوی، ومتوسط، وضعیف فتجب زکاتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درھما یلزمہ درھم" ترجمہ: تو جان لے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک دین کی تین قسمیں ہیں: قوی، متوسط اور ضعیف۔ اور اس کی زکوۃ تب واجب ہوگی جب نصاب اور سال مکمل ہو، لیکن فوری ادا کرنا واجب نہیں بلکہ

جب دین قوی جیسے قرض یا مال تجارت کے بدل میں سے چالیس درہم پر قبضہ ہو جائے، پس جب بھی چالیس درہم پر قبضہ کرے گا تو اس پر ایک درہم زکوۃ دینا لازم ہو جائے گا۔ (ردالمحتار علی درالمختار، جلد2، صفحہ305، دارالفکر، بیروت)

فتاوی رضویہ میں سوال ہوا کہ "ایک شخص نے ایک ہزار روپے کسی روزکار میں لگائے، بعد سال ختم ہونے کے اُس کے پاس مال دوسو۲۰۰ روپیہ کا رہا اور قرض میں پانچ سو روپیہ رہا اور نقد چار سو روپیہ مع منافع ایک سو رہا، آیا کُل گیارہ سو روپیہ کی زکوٰۃ نکالی جائے یا کس قدر کی؟"

تو اعلی حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا: "سالِ تمام پر کُل گیارہ سو کی زکوٰۃ واجب ہے مگر چار سو نقد اور دو سو کا مال، ان کی زکوٰۃ فی الحال واجب الادا ہے اور پانچسو کہ قرض میں پھیلا ہُوا ہے جب اس میں سے بقدر گیارہ روپے تین آنے ۲-۲/۵ پائی کے وصول ہوتا جائے اُس کا چالیسواں حصّہ ادا کرتا رہے اور اگر فی الحال سب کی زکوٰۃ دے دے تو آئندہ کے بار بار محاسبہ سے نجات ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ133، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابوشاہد مولانا محمد ماجد علی مدنی

فتوی نمبر: WAT-4177

تاریخ اجراء: 14صفرالمظفر1447ھ/09اگست2025ء